خطبہ جمعہ

لوگوں میں سے قرآن والے اللہ کے عزیز اور اس کے بندے ہیں

مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے خدا تعالیٰ نے روکا ہے

مختلف آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے
اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کا تذکرہ اور قرآنی آیات میں مذکور اہم مضامین کی ضروری تشریحات

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۵/ مارچ ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۵/ امان ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

صفت عزیز پر جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے وہ آج بھی اسی طرح جاری رہے گا۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ . فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ . وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾(سورة ابراهيم :۵)

اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ انہیں خوب کھول کر سمجھا سکے۔ پس اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور اہل سماء پر فضیلت بخشی ہے۔ اس پر لوگوں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اہل سماء پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کس طرح فضیلت بخشی ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل سماء کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقُلْ مِنْهُم اِنِّيْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ﴾۔ یعنی ان میں سے جو کہے کہ مَیں اس (یعنی اللہ) کے سوا معبود ہوں تو اُسے ہم جہنم کی جزا دیں گے۔ اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو (مخاطب کر کے) فرمایا:

﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَأَخَّرَ﴾۔ یعنی یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے تاکہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے۔

اس پر لوگوں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ انبیاء پر آپؐ کی فضیلت کس طرح ہے؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (دیگر انبیاء کے بارے میں) فرماتا ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾۔ یعنی ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ انہیں خوب کھول کر سمجھا سکے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو (مخاطب کر کے) فرماتا ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ یعنی ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو سب جنّ و انس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (سنن الدارمی۔ کتاب المقدمة)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان فرماتے ہیں:-

"لِيُبَيِّنَ لَهُمْ: معلوم ہوا کہ رسول کے نُوّاب کو بہت سی زبانیں سیکھنی چاہئیں تاکہ سب کو کھول کر دینِ حق سکھا سکیں"۔ (ضمیمه اخبار بدر قادیان۔ ۱۳/ جنوری ۱۹۱۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"بعض لوگ جہالت سے اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہے کہ ہر ایک قوم کی زبان میں الہام ہونا چاہئے جیسے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ تم کو عربی میں ہی کیوں ہوتے ہیں؟

تو ایک تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا سے پوچھو کہ کیوں ہوتے ہیں اور اس کا اصل سِرّ یہ ہے کہ صرف تعلق جتلانے کی غرض سے عربی میں الہامات ہوتے ہیں کیونکہ ہم تابع ہیں نبی کریم ﷺ کے جو کہ عربی تھے۔ ہمارا کاروبار سب ظلّی ہے اور خدا کے لئے ہے۔ پھر اگر اسی زبان میں الہام نہ ہو تو تعلق نہیں رہتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ عظمت دینے کے لئے عربی میں الہام کرتا ہے اور اپنے دین کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ جس بات کو ہم ذوق کہتے ہیں اسی پر وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اصل متبوع کی زبان کو نہیں چھوڑتا اور جس حال میں یہ سب کچھ اسی (آنحضرت ﷺ) کی خاطر ہے اور اسی کی تائید ہے تو پھر اس سے قطع تعلق کس طرح ہو اور بعض وقت انگریزی، اُردو و فارسی میں بھی الہام ہوتے ہیں تاکہ خدا تعالیٰ جتلا دیوے کہ وہ ہر ایک زبان سے واقف ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ رسول ﷺ پر اعتراض ہوا تھا کہ کسی اَور زبان میں الہام کیوں نہیں ہوتا تو آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے فارسی میں الہام کیا:-

"این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم"

(یہ خاک کی مٹھی ہے اگر مَیں اس کو بخشوں نہ تو پھر کیا کروں۔)

آخر کار خدا تعالیٰ کی رحمت کاروبار کرے گی۔"

(البدر۔ جلد اوّل۔ نمبر ۱۰۔ بتاریخ ۲/ جنوری ۱۹۰۳ء۔ صفحه ۷۸)

آگے آیت ہے سورۃ النحل کی اکسٹھویں: ﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى . وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔ (سورة النحل :۶۱)

ان لوگوں کے لئے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے بہت بُری مثال ہے اور سب سے عالی مثال اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

پھر سورۃ الشعراء: ۲۱۸ تا ۲۲۱: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ. الَّذِيْ يَرٰكَ حِيْنَ تَقُوْمُ . وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ . اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(سورة الشعراء:۲۱۸ تا ۲۲۱)

اور کامل غلبہ والے (اور) بار بار رحم کرنے والے (اللہ) پر توکّل کر۔ جو تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور سجدہ کرنے والوں میں تیری بے قراری کو بھی۔ یقیناً وہی ہے جو بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا پر توکّل کر جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ وہی خدا جو تجھے دیکھتا ہے جب تُو دعا اور دعوت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ وہی خدا جو تجھے اس وقت دیکھتا تھا کہ جب تُو تخم کے طور پر راست بازوں کی پشتوں میں چلا آتا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی بزرگ والدہ آمنہ معصومہ کے پیٹ میں پڑا۔"

(تریاق القلوب۔ صفحه ٦٧)

اس کے بعد سورۃ النمل کی آیت ۹،۱۰: ﴿فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۔ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾

(سورۃ النمل: ۹-۱۰)

پس جب وہ اس کے پاس آیا تو ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور وہ بھی جو اس کے اردگرد ہے۔ اور پاک ہے اللہ تمام جہانوں کا ربّ۔ اے موسیٰ! یقیناً (یہ کلام کرنے والا) میں ہی اللہ ہوں، کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"برکت دیا گیا ہے وہ شخص جو آگ کی طلب و جستجو میں ہے"۔ آگ کی طلب اور جستجو کا جو معنی ہے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا یہ بہت عمدہ اور گہرے معنی رکھتا ہے۔ 'آگ میں ہے' نہیں۔ 'آگ کی طلب' میں ہے۔

"جب وہاں پہنچے، آواز دی گئی کہ جو شخص آگ کی طلب میں آیا ہے، اس کو برکت دی گئی اور جو اس کے اردگرد موجود ہیں۔ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ پالنے والا جہانوں کا۔ یعنی حضرت موسیٰ ظاہری طور پر خیر خواہ بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو روحانی طور پر خیر خواہ بنا دیا۔ وہ تھوڑوں کا بنا۔ ہم نے بہتوں کا بنا دیا۔ وہ ظاہری روشنی کے لئے گیا۔ ہم نے اندر کی روشنی بھی عطا کر دی۔ ظاہری منزلِ مقصود کے طلب کرنے کے لئے گیا، ہم نے باطنی منزلِ مقصود بھی دکھا دیا۔ سبحان اللہ۔ یعنی پاک ہے۔ مُہتدی کو مہمل نہیں چھوڑتا۔ اب ہر بشارتیں دیتا ہے............اے موسیٰ بات یہی ہے کہ مَیں ہی اللہ غالب حکمت والا ہوں۔ لاٹھی رکھ دے۔ یعنی تجھے عزت اور غلبہ دوں گا۔ یہ بشریٰ ہے۔"

(بدر ۲۰/ جولائی اور ۲۶/ جولائی ۱۹۰۵ء)

پھر فرماتا ہے: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۔ وَاِنَّهٗ لَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۔ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ﴾

(سورۃ النمل: ۷۷ تا ۷۹)

یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ اور یقیناً یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ ضرور تیرا ربّ ان کے درمیان اپنی حکمت کے ساتھ فیصلہ کر دے گا اور وہ کامل غلبہ والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ اُن میں سے اللہ کے عزیز کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: قرآن والے اللہ کے عزیز اور اس کے خاص (بندے) ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریری ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲۔ حاشیہ صفحہ ۲۳-۲۴)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہے"۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید بیان فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے ﴿هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نورِ قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدقِ نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں"۔ (الحکم ۳۱/ اگست ۱۹۰۱ء)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء میں فرمایا:

"جو شخص قرآن شریف کو چھوڑتا ہے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف میں سب باتیں موجود ہیں۔ اوّل آخر کے لوگوں کا اس میں ذکر موجود ہے۔ وہ معارف سے بھرا ہوا ہے اور عین اعتدال کا مذہب ہے۔ فطرت انسانی کی ہر ایک شاخ اور اس کے ہر ایک پہلو کا علاج اس میں درج ہے"۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

سورۃ العنکبوت: ﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾۔

(سورۃ العنکبوت: ۲۷)

پس لوط اس (یعنی ابراہیم) پر ایمان لے آیا۔ اور اس نے کہا کہ یقیناً میں اپنے ربّ کی طرف ہجرت کر کے جانے والا ہوں۔ یقیناً وہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ مہاجر کون ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے خدا تعالیٰ نے روکا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند المکثرین من الصحابہ)

حضرت سبرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابو فاکہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان، ابن آدم کے لئے اس کے بہت سے راستوں پر بیٹھا۔ وہ اس کے لئے اسلام کے راستے پر بیٹھا اور کہا (کیا) تو اسلام قبول کرے گا۔ (کیا) تو اپنا اور اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑے گا۔ لیکن ابن آدم نے اس کی نافرمانی کی اور مسلمان ہو گیا۔ پھر شیطان اس کے لئے ہجرت کے راستے پر بیٹھا اور کہنے لگا (کیا) تو ہجرت کرے گا (کیا) تو اپنی زمین اور اپنا آسمان چھوڑ دے گا جبکہ مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی سی ہے جو ایک لمبی رسی سے بندھا ہوا ہو۔ مگر ابن آدم نے اس کی بات نہ مانی اور ہجرت کی۔ پھر شیطان ابن آدم کے لئے جہاد کے راستے پر بیٹھا اور کہا: (کیا) تو جہاد کرے گا؟ جہاد تو نفس اور مال کو ہلاک کرنے کا نام ہے۔ اگر تو جنگ لڑے گا تو مارا جائے گا اور تیری بیوی کسی اور سے بیاہی جائے گی اور تیرا مال تقسیم کر دیا جائے گا۔ پھر بھی ابن آدم نے اس کی بات نہ مانی اور جہاد کیا۔

اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ سب کچھ کیا اس کے بارہ میں خدا نے اپنے اوپر فرض کر چھوڑا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو اس راہ میں مارا گیا اس کے بارہ میں بھی خدا نے فرض کر چھوڑا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اگر وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا تب بھی خدا تعالیٰ نے اپنے اوپر فرض کر چھوڑا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اگر اس کی سواری کا جانور اس کو روند کر مار ڈالے تب بھی خدا تعالیٰ نے فرض کر چھوڑا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن النسائی۔ کتاب الجہاد)

آج کل تو ایسے مواقع کم ہوتے ہیں کہ سواری کا جانور روند دے۔ لیکن ایسے واقعات کئی دفعہ سنے ہوئے ہیں اور دیکھنے میں آئے ہیں کہ ٹریکٹر سے گر کر آدمی ٹریکٹر کے پہیوں کے نیچے ہی کچلا گیا۔ تو اس کو بھی بشارت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ وہ خدا کی راہ میں ایک قسم کا شہید ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ کے لئے مومن کو بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات عقائد و رسومات کو، بعض اوقات مکان کو، خوراک کو، بعض اوقات احباب کو، اقرباء کو، بعض اوقات وطن کو"۔ یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر چھوڑ دی تھیں۔ "غرض تمام ایسی چیزیں جو ظلمات سے نُور کی طرف جانے یا آئندہ ترقیات میں مانع ہوں"۔ ان سب کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۸/ اگست ۱۹۱۰ء)

آگے سورۃ العنکبوت کی ۴۳ویں آیت ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾۔ (سورۃ العنکبوت: ۴۳)۔ یقیناً اللہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتائیں جسے میں بار بار پڑھتا رہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ کلمات پڑھا کرو:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ کَثِیْرًا ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ تعریف اور بہت زیادہ تعریف اُسی کی ہے۔ اللہ پاک ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کوئی حیلہ اور کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کے فضل سے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

اُس نے کہا کہ یہ تو سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوئے، میرے لئے کیا ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ (مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء)

سورۃ الروم کی ۲۸ویں آیت ہے: ﴿وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ . وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (سورۃ الروم :۲۸)

اور وہی ہے جو تخلیق کا آغاز کرتا ہے پھر اسے دہراتا ہے اور یہ اس پر بہت آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اس کی مثال سب سے اعلیٰ ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

سورۃ لقمان کی دو آیات ہیں ۹ تا ۱۰: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ . خٰلِدِیْنَ فِیْھَا . وَعْدَاللّٰہِ حَقًّا . وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (سورۃ لقمان :۹۔۱۰)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے ان کے لئے نعمت والی جنتیں ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب خدا تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا تو جبریلؑ کو (پہلے) جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: اس (جنت) کو دیکھو اور اُسے بھی جو میں نے اس میں اس کے باسیوں کے واسطے تیار کیا ہے۔ چنانچہ جبریلؑ آئے اور انہوں نے جنت کو اور اس کو جو اس کے رہنے والوں کے لئے خدا نے تیار کر چھوڑا ہے، دیکھا۔ پھر خدا کی طرف واپس گئے اور عرض کی: اے خدا تیری عزت کی قسم! یہ جنت تو ایسی ہے کہ جو بھی اس کے بارے میں سنے گا، وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اس کے گرد مصائب اور تکالیف کی باڑ لگا دی گئی"۔ یعنی جنت بہت سے مصائب میں سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ "پھر اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو فرمایا کہ اب جاؤ اور دیکھو کہ میں نے اہل جنت کے لئے کیا تیار کر چھوڑا ہے۔ جب جبریلؑ گئے تو دیکھا کہ جنت مصائب و شدائد سے گھری ہوئی ہے۔ چنانچہ جبریلؑ واپس خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ! تیری عزت کی قسم اب تو مجھے خدشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب دوزخ کی طرف جاؤ اور اسے اور اس میں رہنے والوں کے لئے جو کچھ میں نے تیار کر چھوڑا ہے، اسے دیکھو۔ جبریلؑ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دوزخ کے بعض حصے بعض حصوں پر چڑھے ہوئے ہیں۔ آپؑ لوٹ کر آئے اور خدا تعالیٰ کے حضور عرض کی: اے خدا! تیری عزت کی قسم اس میں داخل ہونا تو دور کنار، کوئی اس کے بارے میں سننا بھی گوارا نہیں کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو حکم دیا تو اس کے گرد شہوات کا گھیرا ڈال دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو فرمایا: اب جاؤ چنانچہ جبریلؑ گئے اور پھر واپس آکر عرض کی: اے خدا! تیری عزت کی قسم اب مجھے خدشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل ہونے سے بچ نہ سکے گا"۔

(ترمذی۔ کتاب صفۃ الجنۃ)

یہ سب تمثیلات ہیں حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں زمین و آسمان پر جنت و دوزخ دونوں پھیلے پڑے ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی کیا کیفیت ہے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ . اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾۔ (سورۃ لقمان۔۲۸)

اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب قلمیں بن جائیں اور سمندر (روشنائی ہو جائے اور) اس کے علاوہ سات سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

﴿قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِہٖ شُرَکَآءَ کَلَّا . بَلْ ھُوَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾

(سورۃ سبا:۲۸)

تُو کہہ دے کہ مجھے وہ دکھاؤ تو سہی جنہیں تم نے شرکاء کے طور پر اُس کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہی اللہ ہے جو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: خدا کا شریک ٹھہرانا، کسی جان کا ناحق قتل کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا۔ راوی کہتے ہیں: یا آپؐ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینا۔ (بخاری۔ کتاب الدیات)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مشرک لوگوں نے جیسا چاہئے تھا خدا کو شناخت نہیں کیا۔ وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا خدا کا کارخانہ بغیر دوسرے شرکاء کے چل نہیں سکتا حالانکہ خدا اپنی ذات میں صاحب قوت تامہ اور غلبہ کاملہ ہے"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۶۹ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳)

{اس موقع پر حضور نے فرمایا کہ میں ذرا تیز پڑھتا ہوں۔ اپنی طرف سے تو کوشش کرتا ہوں کہ آہستہ ہو جاؤں۔ خدا کرے ترجمہ کرنے والوں کو سمجھ آ جائے۔}

﴿مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا . وَمَا یُمْسِکْ . فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ . وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (سورۃ فاطر:۳)

اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت جاری کر دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز وہ روک دے اُسے اُس کے (روکنے) کے بعد کوئی جاری کرنے والا نہیں۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا، اُس نے اپنی سواری کو بٹھایا پھر اُس کا گھٹنا باندھا۔ پھر اُس نے رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اعرابی اپنی سواری کے پاس آیا اور اُس کا گھٹنا کھولا۔ پھر اُس پر سوار ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم فرما اور اپنی رحمت میں ہمارے دونوں کے علاوہ کسی اَور کو شریک نہ کر۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے خیال میں یہ اعرابی زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں کہ اُس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں، ہم نے سنا ہے۔

آپؐ نے (اعرابی سے) فرمایا: تُو نے خدا کی رحمت کو تنگ کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت تو بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو (۱۰۰) اجزاء پیدا کئے ہیں اور اُن میں سے صرف ایک حصہ ہی نازل فرمایا جس کی وجہ سے تمام مخلوقات جن و انس اور حیوانات آپس میں رحمت کا سلوک کرتے ہیں جبکہ اللہ کے پاس ننانوے حصے ہیں۔ (پھر آپؐ نے فرمایا) تمہارے خیال میں یہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند الکوفیین)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ والے سال ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تو ایک رات بارش برسی۔ رسول کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ربّ نے کیا فرمایا ہے؟۔ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آج صبح میرے بندوں میں سے کچھ تو مجھ پر ایمان لانے والے ہو گئے اور کچھ کافر۔ پس جس نے یہ کہا کہ ہم پر خدا کی

رحمت اور عطا اور فضل کی بارش برسی ہے، وہ مجھ پر ایمان لایا اور اُس نے ستاروں کا انکار کیا۔ اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی بدولت ہم پر بارش برسی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لایا اور اُس نے میرا انکار کیا۔(بخاری۔ کتاب المغازی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کو بھی نہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت مجھے ڈھانپ لے۔(مسلم۔ کتاب صفة الجنة)

صفت عزیز کے متعلق بعض الہامات:

اِنِّیْ مُعِزُّكَ لَامَانِعَ لِمَا أُعطِی۔(مکتوب مورخہ ۱۵/فروری ۱۸۸۴ء بنام میر عباس علی صاحب۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۷۴ و تذکرہ صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ترجمہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ:

”مَیں تجھے عزت اور غلبہ دوں گا۔ جو کچھ مَیں دوں گا اسے کوئی بند نہیں کر سکتا۔

ازالہ اوہام میں ایک لمبا الہام ہے۔

”قُلْ لَوْ كَانَ الْاَمْرُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِاللّٰهِ لَوَجَدْتُمْ فِيْهِ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا. قُلْ لَوِ اتَّبَعَ اللّٰهُ اَهْوَآءَ كُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَبَطَلَتْ حِكْمَتُهٗ . وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا. قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا. قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا“۔(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۹۔۱۴۰ حاشیہ)

کہہ اگر یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا بلکہ غیر اللہ کی بناوٹ ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے۔ کہہ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے خیالات باطلہ کی پیروی کرتا تو آسمان و زمین اور ان کے اندر رہنے والی مخلوق میں فساد برپا ہو جاتا اور حکمت الٰہی باطل ہو جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکیم ہے۔ کہہ کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے لئے روشنائی بن جاتے تو میرے ربّ کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاتے اگرچہ ہم اتنے ہی اور سمندر ان میں شامل کر کے انہیں بڑھاتے۔ کہہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

۱۸۹۳ء کا الہام ہے:

”يَرْفَعُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضَعُ مَنْ يَّشَآءُ وَيُعِزُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيُذِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَجْتَبِیْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ“۔

ترجمہ: وہ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گرا دیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی جناب کا برگزیدہ بنا لیتا ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۲۱۷ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

آخر پر حضور انور نے فرمایا: اپنی طرف سے تو مَیں نے ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے۔ آگے اللہ بہتر جانتا ہے کہ ترجمہ کرنے والوں کے نزدیک یہ ابھی بھی تیز ہے یا ہلکا ہے۔